سوال

(106)ترمذی کی حدیث کی تشریح

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امام ترمذی بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ میں علی بن طلق کی حدیث روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں : وسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ لاَ أَعْرِفُ لِعَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هَذَا الحَدِيثِ الوَاحِدِ، وَلاَ أَعْرِفُ هَذَا الحَدِيثَ مِنْ حَدِيثِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ السُّحَيْمِيِّ » وَكَأَنَّهُ رَأَى أَنَّ هَذَا رَجُلٌ آخَرُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "

حضرت علامہ مبارکپوری شرح ترمذی 205/2 وَلاَ أَعْرِفُ هَذَا الحَدِيثَ مِنْ حَدِيثِ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ السُّحَيْمِيِّ » كَذَا وَقَعَ فِي النُّسَخِ الْحَاضِرَةِ طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ السُّحَيْمِيُّ وقد ذكر الحافظ بن حَجَرٍ عِبَارَةَ التِّرْمِذِيِّ هَذِهِ فِي تَهْذِيبِ التَّهْذِيبِ وفيه عَلِيُّ بْنُ طَلْقٍ السُّحَيْمِيُّ وَهُوَ الظَّاهِرُ عِنْدِي وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ

شبہ یہ ہے کہ اگر تہذیب التہذیب میں جوواقع ہے اگریہی صحیح ہے توامام ترمذی کے قول وکانہ رای ان ہذرجل آخرکی کیا توجیہ ہوگی؟اس تقدیر پر تویہ قول غلط ہوجاتا ہے۔ حضرت علامہ تشریح نہیں فرمائی اور سرسری طور سے گذگئے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اصل جواب سے پہلے چندامور کی تحقیق ضروری ہے اس سے جواب کے سمجھنے میں مدملے گی پس بغورملاحظہ فرمائیے :

(1)باب کی یہ مجوث عنہ حدیث سنن ومعاجم ومسانید وغیرہ کتب حدیث میں صرف علی بن طلق کے نام مروی ہے یاطلق بن علی کے نام سے بھی کسی محدث نے روایت اوراس کی تخریج کی ہے؟

واضح ہوکہ یہ حدیث دونوں ناموں سے مروی ہے چانچہ مسند احمد(کمافی المنتقی وابن کثیر)ابوداو ترمذی نسائی دارمی بیہقی ابن حبان ابن جریر میں تویہ براویت علی بن طلق مذکور ہے اورااصابہ میں حافظ ذیل کی عبارت سے معلوم ہوتاکہ بعض مخرجین نے اس حدیث کوطلق بن علی کے نام سے روایت کیا ہے وخالفہ معمر عن عاصم فقال طلق بن علی ولم یشک وکذا قال ابونعیم عن عبدالمالک بن سلام عن عیسی بن حطان انتہی بقدرالضرورۃ وسنذکر تمام کلامہ فیما یاتی فانتظر اورحافظ ابن کثیر فرماتے ہیں ورواہ عبدالرزاق عن معمر عن عاصم الاحول عن عیسی بن حطان عن مسلم بن سلام طلق بن علی انتھی

اورعلامہ امیریمانی سبل السلام لکھتے ہیں رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ (ای حدیث ابی ہریرۃ المخرج فی ابی داودوالنسائی فی منع اتیان فی ادبارہن) بِلَفْظِهِ مِنْ طُرُقٍ كَثِيرَةٍ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ عَلِيُّ

بْنُ أَبِي طَالِبٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - ، وَعُمَرُ ، وَخُزَيْمَةُ ، وَعَلِيُّ بْنُ طَلْقٍ ، وَطَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ ، وَابْنُ مَسْعُودٍ

(2) علی بن طلق اور طلق بن علی دونوں ایک ذات یعنی: ایک صحابی کے نام ہیں یا دو کے؟ اس امر میں ارباب رجال مختلف ہیں۔

بعض کا خیال ہے کہ دونوں کا مصداق ذات واحد اور شخص واحد ہے اصل نام علی بن طالب ہے جن سے حدیث مذکور احمد ابوداود ترمذی نسائی بیہقی ابن حبان میں علی بن طالب کے نام سے مروی ہے اور جن کتابوں میں مخرج حدیث کا نام بجائے علی بن طلق کے طلق بن علی آ گیا ہے اس میں قلب ہو گیا ہے کہ کسی راوی نے سہوا علی بن طلق کے بجائے طلق بن علی کہہ دیا ہے اور اس طرح قلب مستبعد نہیں ہے۔ ابن الجوزی تلقیح مخلوط ص: 104 میں من اسمہ علی کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں علی بن طلق بن المنذر قال البرقی: وبعض الناس یری انہ طلق بن علی انتھی

امام ترمذی کا میلان اتحاد کی طرف معلوم ہوتا ہے اور بقول امیر یمانی امام احمد اور بخاری کا میلان بھی اتحاد کی طرف ہے سبل السلام میں ہے مال احمد والبخاری الی انہ علی بن طلق طلق بن علی اسم الذت واحدۃ انتھی لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ امیر نے ان دونوں اماموں کا یہ میلان ان کے کسی کلام سے سمجھا؟ بہر کیف بعض ارباب رجال و سیر کا خیال کہ طلق بن علی نام کا کوئی الگ دوسرا صحابی نہیں ہے۔

اور اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ علی بن طلق اور طلق بن علی دونوں صحابیوں کا نام ہیں اور دونوں سے ایک ذات مراد نہیں ہے اصابہ استیعاب اسد الغابہ تجرید اسماء الصحابہ تہذیب خلاصہ تقریب وغیرہ سے یہی بات ثابت ہے۔

پھر اس گروہ میں اختلاف ہے اس امر کے اندر کہ طلق بن علی علی بن طلق بن المنذر کے بیٹے ہیں یا ان سے اجنبی اور ان کے غیر قربتدار کوئی دوسرے صحابی ہیں۔ عسکری کا جزم اور ابن عبد البر کا ظن جس کا حافظ تقویت کی ہے) یہ ہے کہ طلق بن علی علی بن طلق کے بیٹے ہیں (تہذیب)

اور بعض کا خیال یہ ہے کہ دونوں میں ابوۃ و بنوہ کا رشتہ نہیں ہے بلکہ دونوں کو ایک دوسرے سے کوئی قرابت ہی نہیں ہے۔ جن ارباب رجال نے طلق بن علی اور علی بن طلق کو دو صحابی قرار دیا ہے ان میں بعض کا میلان اس طرف ہے کہ جن کتابوں میں حدیث مبحوث عنہ طلق بن علی کے نام سے مروی ہے۔ اس میں طلق بن علی کے بجائے علی بن طلق ہونا چاہیئے۔ کیوں کہ یہ حدیث علی بن طلق کے مسندات سے ہے۔ طلق بن علی کے مسندات سے نہیں ہے۔ یعنی یہ حدیث طلق بن علی سے مروی نہیں ہے۔ چنانچہ ابن کثیر لکھتے ہیں ورواہ عبد الرازق عن معمر عن عاصم الاحول عن عیسی بن حطان عن مسلم بن سلام عن طلق بن علی والاشبہ انہ علی بن طلق کما تقدم واللہ اعلم اور ابن الاثیر کی مندرجہ ذیل عبارت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے:

ورواہ ابراہیم عن عبد المالک بن مسلم عن عیسی بن حطان عن مسلم عن علی بن طلق وکذلک رواہ عبد الرازق عن معمر عن عاصم اخرجہ ابو موسی (اسد الغابہ)

میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ علی بن طلق اور طلق بن علی دو صحابی ہیں اور علی بن طلق کے والد ہیں۔ اور یہ حدیث علی بن طلق کے مسندات سے ہے نہ طلق بن علی کے اور جس کتاب میں اس حدیث کا مخرج طلق بن علی لکھا ہے وہ راوی کی غلطی ہے واللہ اعلم

(3) مسند احمد میں یہ حدیث علی بن ابی طالب سے مروی ہے یا علی بن طلق سے؟ یہ بھی مختلف فیہ امر ہے:

علامہ ہیثمی کے صنیع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مسند میں یہ حدیث علی ابن ابی طالب سے مروی ہے چنانچہ مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ - قَالَ: «جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَكُونُ بِالْبَادِيَةِ وَتَكُونُ مِنْ أَحَدِنَا الرُّوَيْحَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - : "إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، إِذَا فَعَلَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَتَوَضَّأْ، وَلَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ"، وَقَالَ مَرَّةً: "فِي أَدْبَارِهِنَّ"».

رَوَاهُ أَحْمَدُ مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَهُوَفِي السُّنَنِ مِنْ حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ الْحَنَفِيِّ، وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَبْلَهُ كَمَا تَرَاهُ   وَاللَّهُ أَعْلَمُ   وَرِجَالُهُ مُوَثَّقُونَ الخ

اور علی منتقی کاخیال بھی یہی معلوم ہوتاہےچنانچہ کنزالعمال میں حضرت عمروعثمان کے مسانید ذکرکرکے عن علی کے ساتھ حدیث مذکورکی ابتداکی ہے اورآخرمیں لکھا ہے احمدفی مسندہ والعدنی ورجالہ ثقات انتہی پھرمیں یہ مفصل راویت علی بن طلق سے ذکرکرکے صرف ابن جریر کاحوالہ دیا ہے۔ معلوم ہواکہ ان کے نزدیک مسنداحمدمیں علی بن طلق سے مروی نہیں ہے بلکہ علی بن ابی طالب سے مروی ہے۔

یہ مطول روایت مسنداحمدمیں مسندات علی بن ابی طالب میں بسندذیل مذکورہے:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی وکیع حدثنا عبدالمالک بن مسلم الحنفی عن ابیہ عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال: جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ

اس معلوم ہوتاہےکہ امام احمداوران کےبیٹے کے نزدیک یہ حدیث علی بن ابی طالب سے مردی ہے۔ نہ علی بن طلق سےاوراس کوترجیح دی ہے علامہ احمدمحمدشاکرنے مسندمیں بخلاف امام ترمذی اورابن کثیر وغیرہ کے کہ ان کے نزدیک اس کے راوی علی بن طلق ہیں نہ ابن ابی طالب اورحافظ ابن کثیر کاخیال یہ ہے کہ یہ حدیث مسند احمد میں علی بن طلق سے مروی ہے نہ علی بن ابی طالب سےچنانچہ لکھتے ہیں:

حدثنا عبدالرزاق أخبرنا سفیان عن عاصم عن عیسی بن حطان عن مسلم بن سلام عن علی بن طلق قال: نہی رسول اللہ- صلی اللہ علیہ وسلم- أن یؤتی النساء فی أدبارہن، فإن اللہ لا یستحی من الحق، وأخرجہ أحمد أیضا عن أبي معاویۃ، وأبو عیسی الترمذي من طریق أبي معاویۃ، عن عاصم الأحول، بہ، وفیہ زیادۃ، وقال: ہو حدیث حسن   ومن الناس من یورد ہذا الحدیث فی مسند علی بن أبي طالب، کما وقع فی مسند الإمام أحمد بن حنبل، والصحیح أنہ علی بن طلق الخ اور منتقی سے معلوم ہوتاہےکہ یہ حدیث مجدالدین ابن تیمیہ کے نزدیک علی بن ابی طالب اورعلی بن طلق دونوں سے مروی ہےچنانچہ: باب النہی عن اتیان المراۃ فی دبرہامیں ابن تیمیہ نے اس مضمون کی حدیث دونوں سے بحوالہ مسند ذکرکی ہے۔ میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ حدیث مسنداحمدمیں صرف علی بن طلق سے مروی ہے۔

(4) طلق بن یزیدیایزیدبن طلق بھی کوئی صحابی ہیں جن سے یہ حدیث مروی ہے ان کاترجمہ اصابہ اسدالغابہ تجریداسماء الصحابہ اور تلقیح میں مذکورہے۔ اورامام احمدوغیرہ نے حدیث مبحوث عنہ ان سے بھی روایت کی ہے لیکن راجح یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی علی ابن طلق ہیں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ وَمُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ عِيسَى بن حطان، عن مسلم بن سلام، عَنْ طَلْقِ بْنِ يَزِيدَ-أَوْ يَزِيدَ بْنِ طَلْقٍ- عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحِيي مِنَ الْحَقِّ، لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَسْتَاهِهِنَّ".

وَكَذَا رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ   وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ عِيسَى بْنِ حِطَّانَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ سَلَّامٍ، عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ، وَالْأَشْبَهُ أَنَّهُ عَلِيُّ بْنُ طَلْقٍ، كَمَا تَقَدَّمَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ

اورابن حجراصابہ میں لکھتے ہیں: عن طلق بن یزید أو یزید بن طلق، عن النّبیّ صلّی اللّہ علیہ وسلم، قال: «إنّ اللّہ لا یستحی من الحقّ، لا تأتوا النّساء فی أستاہہنّ»

ہکذا رواہ، وخالفہ معمر عن عاصم، فقال: طلق بن علی، ولم یشک

وکذا قال أبو نعیم عن عبدالملک بن سلام، عن عیسی بن حطّان، قال ابن أبی خیثمۃ: ہذا ہو الصّواب

اصل استفتا کا جواب

میرے نزدیک راجح وہی ہے جوجامع ترمذی کے موجودہ نسخہ میں واقع ہے ۔ یعنی : عبارت مسئولہ عنہا میں لااعرف ہذا الحدیث من حدیث طلق بن علی اسیحمی کاہونا راجح اور صواب ہے اور من حدیث علی بن طلق السیحمی (کماوقع فی تہذیب التہذیب) صحیح نہیں ہے ۔

ترمذی کے موجودہ نسخہ کے صحیح ہونے کاایک قرینہ یہ ہے کہ ترمذی کے اس کلام کوحافظ ابن حجر نے تلخیص میں اورحافظ منذر نے تلخیص السنن میں اورشوکانی نے نیل میں اور ملا علی قاری نے بحوالہ میرک مرقاۃ میں نقل کیا ہے اوران چاروں کے پاس جامع ترمذی کے جونسخے تھے ان سب کی عبارت مذکورہ اس طرح تھی جس طرح ترمذی کے موجودہ نسخوں میں ہے یعنی من حدیث طلق بن علی السیحمی اورتہذیب میں کتب اورناسخ کی غلطی سے طلق بن علی کے بجائے علی بن طلق ہوگیا ہے ۔

دوسرا قرینہ : یہ ہے کہ اگر تہذیب میں واقع شدہ عبارت کو صحیح تسلیم کرلیا جائے توامام ترمذی کے کلام فکانہ رای ان ہذا رجل آخر کاکوئی معنی نہ ہوگا ۔ وہذالایخفی علی من تامل فے کلام الترمذی

ترمذی کے موجودہ نسخوں کے مطابق اس عبارت کا یہ مطلب ہے کہ امام بخاری فرماتے ہیں کہ : میرے علم میں علی بن طلق سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے اور علی بن طلق اور طلق بن علی دو صحابی ہیں یعنی : دونوں ایک ذات کے نام نہیں ہیں کہ اس حدیث کا اصل راوی علی بن طلق ہو اور جہاں کہیں طلق بن علی آگیا اس کو علی بن طلق کا قلب کہہ دیا جائے جیساکہ قائلین کااتحاد کاخیال ہے اوریہ خیال بھی درست نہیں کہ یہ حدیث علی بن طلق اور طلق بن علی دونوں سے مروی ہے ۔ نہیں بلکہ اس حدیث کا مخرج طلق بن علی کو بتانا جوایک دوسرے صحابی ہیں خطا اور وہم ہے کیوں کہ یہ حدیث میرے علم میں طلق بن علی کی مرویات سے ہے ہی نہیں یہ حدیث توصرف علی بن طلق سے مروی ہے اور طلق بن علی سے تودوسری حدیثیں مروی ہیں ۔

معلوم ہواکہ امام بخاری کے نزدیک علی بن طلق اور طلق بن علی دو شخص ہیں وقد ذکر ترجمۃ طلق بن علی السیحمی فی تاریخہ الکبیر وری عنہ حدیثا بسند پس امام ترمذی کاامام بخاری کی طرف منسوب کرنا فکان رایٔ رجل آخر من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالکل درست ہے امام بخاری کی طرف اس امر کی نسبت سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ خود امام ترمذی کے نزدیک دونوں ذات واحد کے نام ہیں اور طلق بن علی قلب ہے علی بن طلق کا۔ والظاہر عندی ماذہب الیہ البخاری ولیتنی کان عندی ماکتب ہوفی الصحابۃ وکتاب العلل الکبیر للترمذی والاطراف للمزی وغیر ذلک من کتب الرجال والعلل

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب النکاح

صفحہ نمبر 234

محدث فتویٰ